بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرجری اسلام کے قرونِ اولیٰ میں

مولانا محمد عبداللہ طارق دہلوی، رفیق ندوۃ المصنفین دہلی

(۲)

علم التشریح ومنافع الاعضاء

علم تشریح الابدان اور منافع الاعضاء علم جراحی کے لیے مقدمہ لازمہ اور اس کی کلید ہے اس کے بغیر سرجری میں قدم نہیں رکھا جا سکتا اس لیے کہ اس علم میں جسم کے اجزاء کے متعلق بحث ہوتی ہے کہ ان کی ترتیب کیا ہے عروق واعصاب اور مفاصل ہڈیاں اور گوشت کے احوال وکیفیات کیا ہوتے ہیں ہر ہر عضو کا خاص وظیفہ اور عمل کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی کیا کیا خصوصیات ہیں وغیرہ۔ اور اس کا فائدہ ظاہر ہے کیونکہ کسی بھی قسم کے علاج میں اور بالخصوص سرجری میں ایک قدم بھی ان چیزوں سے واقفیت کے بغیر نہیں چلا جا سکتا۔ اور طبیب تو طبیب ایک عام انسان کے لیے بھی اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ من لم یعرف الهيئة والتشريح فهو عنّين[۱] فی معرفة الله یعنی جو فنِ ہیئت اور فنِ تشریح نہیں جانتا وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سلسلے میں نامرد ہے۔ اس مقولے میں چاہے کسی قدر مبالغے سے کام لیا گیا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح زندگی کے عہدِ شباب کی لذتوں سے ایک کامل مرد ہی لطف اندوز ہو سکتا ہے نامرد اس سے آشنا اور محظوظ نہیں ہو سکتا اسی طرح اللہ رب العزت کی قدرت وحکمت کی صناعی کے

۱؎ حاجی خلیفہ، کشف الظنون ج ۱ ص ۳۲۶ (استنبول ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء)

کمالات کا لطف جس قدر ان علوم کا ماہر لے سکتا ہے ظاہر بات ہے کہ ایک عام آدمی وہ لطف لے ہی نہیں سکتا۔ شیخ بوعلی سینا کو دنیا جانتی ہے کہ کوئی خاص مذہبی آدمی نہ تھا مگر جب جسم انسانی کی تشریح اور اعضاء کے منافع کی تفصیل بیان کرتا ہے تو بار بار اس کا قلم بے اختیار قدرت کی کاریگری کی تعریف میں رطب اللسان ہوجاتا ہے۔

اسلام میں فن تشریح الابدان اگرچہ خاطر خواہ قبولیت حاصل نہ کرسکا، انسان کی شکست گری اسلام میں ممنوع ہے پھر جسم انسانی کی چیر پھاڑ اخلاقی نقطۂ نظر سے معیوب تھی اسلئے اس فن کی زیادہ حوصلہ افزائی نہ ہوسکی مگر اس کے باوجود اس نامساعد ماحول میں بھی جن علم جو اور محققین فن نے اپنی دلچسپیاں جاری رکھیں ان کے کارنامے بھی اسقدر ہیں کہ کسی ترقی یافتہ ماحول میں بھی اُس وقت اسقدر خدمات کا تصور نہیں کیا جاسکتا تھا، عبداللطیف بن یوسف بغدادی (پیدائش ۵۵۷ھ ۱۱۶۲ء وفات ۶۲۹ھ ۱۲۳۱ء) [عہ] جو فلاسفۂ اسلام میں ایک اہم ہستی ہے، طب اور فن تشریح کا بھی بڑا ماہر تھا اس نے شام، عراق اور مصر کی سیاحت کی ہے اس کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے جب معلوم ہوا کہ مصر کے فلاں مقام پر انسانی لاشوں کا ایک انبار ہے تو وہ اپنے چند رفقاء کو ساتھ لے کر جسم انسانی کے ڈھانچوں کا معائنہ کرنے وہاں گیا اور بہت سی معلومات قلم بند کرکے لایا۔ اس نے اپنی سیاحت کے تجربات ایک مستقل کتاب "کتاب الافادۃ والاعتبار فی الامور المشاهدۃ والحوادث المعاینۃ بارض مصر" میں مرتب کیے ہیں [عہ]

اس فن پر مستقل کتابوں کے علاوہ اکثر اطباء نے جو طب عمومی پر کتابیں لکھی ہیں اکثر ان میں تشریح کی بحث بھی ضرور لکھی ہے مثلاً شیخ بوعلی سینا کی القانون، علی بن عباس مجوسی کی کامل الصناعۃ جو کتاب الملکی کے نام سے بھی شہرت رکھتی ہے، اور محمد بن زکریا رازی وغیرہ کی کتابیں، ان میں بہت تفصیل سے فن تشریح اور منافع اعضاء کی بحثیں ہیں اور آخر الذکر کتاب کی آٹھویں قسم تو مستقل طور پر اسی فن سے متعلق ہے۔ حاجی خلیفہ کے الفاظ فن تشریح کی تصانیف کے بارے میں یہ ہیں کہ "وکتب التشریح اکثر من ان تحصیٰ" یعنی فن تشریح پر اسقدر تصانیف ہیں کہ انکا کوئی شمار نہیں ہوسکتا، ظاہر ہے کہ وہ تمام

عہ الزرکلی، الاعلام ج ۴ ص ۱۸۳ یہ ابن اللباد سے بھی شہرت رکھتا ہے، زرکلی نے اس کی بہت تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

عہ الطب العربی از ڈاکٹر امین اسعد خیر اللہ (عربی ایڈیشن) ص ۱۴۶ (بیروت ۱۹۴۶ء)

اہلِ اسلام ہی کی نہیں ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ ان کو تراجم اور شرح و تحقیق و تلخیص وغیرہ کے ذریعہ حیات نو اہلِ اسلام ہی نے بخشی ہے، حاجی خلیفہ کی رائے یہ ہے — اور بالکل درست ہے — کہ اس فن میں رازی اور ابن سینا کی کتابوں سے زیادہ مفید کوئی کتاب نہیں ہے[۴۴] یعنی شیخ الرئیس ابن سینا نے اس سلسلے میں القانون میں جو بحثیں کی ہیں ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس نے وہ تمام مباحث جو جالینوس کی مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے تھے ان کو نہایت خوبی سے مرتب کر دیا اور ان کو آسان اور قابلِ فہم بنا دیا۔ اور پھر ابن النفیس علی بن ابی الحزم القرشی (متوفی سنہ ۶۸۷ھ سنہ ۱۲۸۸ء)[۴۵] جو اپنے زمانے کا فنِ طب کا امام تھا۔ اس نے جب القانون کے فنِ تشریح سے متعلق حصوں کی شرح لکھی تو اسکو اور بہت آگے بڑھا دیا۔

مقالہ نگار نے قانون شیخ بو علی سینا کی پانچوں جلدوں کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے[۴۶]، شیخ ابن سینا نے جس باریک بینی سے جسم انسانی کا تجزیہ کیا ہے اور اس کے منافع بیان کیے ہیں اور پھر یہ کہ فلاں فلاں عضو کی ساخت مثلاً یوں کی جگہ یوں ہوتی انگلی تین ہڈیوں سے زیادہ یا اس سے کم پر مشتمل ہوتی تو کیا نقصانات تھے اور اب تین ہی ہڈیاں ہونے کے کیا کیا فوائد ہیں۔ انگلیوں سے انگوٹھے کی ساخت قدرے مختلف کیوں ہے وغیرہ پر جو کلام شیخ نے کیا ہے قلم توڑ دیا ہے۔

اسی طرح رازی نے خود اپنے تجربات اور انکشافات کی بنیاد پر جو بحثیں کی ہیں وہ چونکہ مشاہدات پر مبنی ہیں اس لیے ان آراء کے غلط ثابت ہونے کا امکان نہیں۔

اس فن پر مستقل تصانیف میں صاحب کشف الظنون نے ابن جماعۃ کے ایک رسالے کا ذکر کیا ہے (م ۸۱۹ھ) ابن جماعۃ نامی متعدد مصنفین میں سے یہ ابو عبداللہ عز الدین محمد بن ابی بکر بن عبدالعزیز ابن جماعۃ الکنانی الحموی ثم المصری ہیں (پیدائش سنہ ۷۴۹ھ سنہ ۱۳۴۸ء وفات سنہ ۸۱۹ھ سنہ ۱۴۱۶ء) جو بہت سارے

---

۴۴ حاجی خلیفہ کشف الظنون ج ۱ ص ۴۰۹ ۴۵ الاعلام ج ۵ ص ۷۸

۴۶ مقالہ نگار نے مارچ سنہ ۱۹۷۴ء سے جولائی سنہ ۱۹۷۷ء تک انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری اینڈ میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ نئی دہلی کے زیر اہتمام محترم حکیم عبدالوہاب صاحب ظہوری حیدرآبادی کے ساتھ مل کر قانون شیخ کی پانچوں جلدوں کی ایڈیٹنگ کی ہے، اس زمانے میں اس کے بغور مطالعے کا موقع ملا تھا۔

علم و فنون میں حیرت انگیز مہارت رکھتے تھے انہی میں طب و جراحت اور اس کی [illegible]
جن میں ان کا ایک رسالہ ملحۃ الاقوال ہے جو ابھی تک کہیں طبع نہیں ہو سکا ہے۔

اس کے علاوہ تشریح پر مستقل تصانیف میں رازی کی ایک کتاب "منافع الاعضاء" ہے [illegible] کتاب امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین الرازی کی ہے جو ابن الخطیب یا ابن خطیب الری کے نام سے بھی مشہور ہیں (پیدائش ۵۴۴ھ / ۱۱۵۰ء وفات ۶۰۶ھ / ۱۲۱۰ء) جن کی تفسیر مفاتیح الغیب یا تفسیر رازی بہت مشہور ہے۔ مگر امام رازی کی یہ کتاب نامکمل رہ گئی اس میں صرف سر [illegible] کی تشریح کا بیان آیا ہے۔

محمد بن زکریا رازی نے ہیئۃ اعضاء انسانی کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں جیسے کتاب ہیئۃ القلب، کتاب ہیئۃ الصماخ اور کتاب ہیئۃ المفاصل وغیرہ۔[۱۲]

ابو القاسم عبد الرحمان بن علی بن ابی صادق نیشاپوری جو ابن ابی صادق کی کنیت سے مشہور ہیں اور بقراط ثانی کہلاتے ہیں (وفات تقریباً ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء) انھوں نے جالینوس کی کتاب منافع الاعضاء کی شرح کی ہے جس کی ابن ابی اُصَیبِعَہ نے بہت تعریف کی ہے اس میں [illegible] تشریح [illegible] اس کی تالیف ۴۵۹ھ میں مکمل ہوئی۔[۱۳]

ان کے علاوہ ابن الندیم نے الفہرست میں اور ابن ابی اُصَیبِعَہ نے عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں فن تشریح کی بہت سی ان کتابوں کے نام درج کیے ہیں جن کا [illegible] جیسے کتاب اختلاف التشریح یہ دو مقالات پر مشتمل ہے، کتاب تشریح الحیوان المیت [illegible] مقالہ ہے، کتاب تشریح الحیوان الحی یہ دو مقالات پر مشتمل ہے اور ایک مستقل کتاب [illegible] پر ہے جو پانچ مقالات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح ایک کتاب ارسطاطالیس کے [illegible]

---

[۱۱] الزرکلی، الاعلام ج ۷ ص ۲۸۳ الطبعۃ الثالثۃ
[۱۲] ابن ابی اُصَیبِعَہ، عیون الانباء ص ۴۲۶ (بیروت ۱۹۶۵ء)
[۱۳] المصدر السابق۔ [۱۴] المصدر السابق ص ۴۴۳ (؟)
[۱۵] المصدر السابق ص ۴۶۲ والزرکلی، الاعلام ج ۴ ص [illegible]

...ن مقالات پر مشتمل ہے۔ ایک کتاب رحم کی تشریح پر ہے جس میں ایک مقالہ ہے۔[۹] اور ان کے علاوہ تاریخ طب
...ٹولیے تو بے شمار کتابیں علم تشریح پر اور اس کی مختلف شاخوں پر مل جائیں گی۔

اسلام کے قرونِ اولیٰ میں سرجری کی عمومیت

ہمیں کتب تاریخ اور بالخصوص تاریخ طبِ عربی میں بہت سے جراحوں کے حالات اور ان کے عمل جراحی کے واقعات ملتے ہیں جن میں سے کافی مقدار میں ایسے حالات قاضی ابو علی محسن بن علی التنوخیؒ (المتوفی ۳۸۴ھ سنہ ۹۹۴ء) نے الفرج بعد الشدۃ[عہ] میں اور جمال الدین ابو الحسن علی بن قاضی یوسف القفطی (پیدائش ۵۶۳ھ وفات ۶۴۶ھ) نے "اخبار العلماء باخبار الحکما"[عہ] میں اور موفق الدین ابو العباس احمد بن القاسم السعدی الخزرجی جو ابن ابی اُصَیْبِعَہ کی کنیت سے مشہور ہیں (پیدائش ۵۹۶ھ سنہ ۱۲۰۰ء وفات ۶۶۸ھ سنہ ۱۲۷۰ء) نے "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" میں اور شمس الدین محمد الشہر زوری نے تاریخ الحکماء میں طبِ عربی کی مسیحائی اور عربی جراحی کے واقعات بہت تفصیل سے بڑی مقدار میں لکھے ہیں۔

اس مؤخر الذکر کتاب کا اصل نام "نزھۃ الارواح وروضۃ الافراح" ہے، اس کا ذکر کشف الظنون میں (ص ۱۹۳۹) کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں یونان اور مصر کے متقدمین و متاخرین اطباء میں سے ایک سو گیارہ اشخاص کے حالات درج ہیں۔

۹ھ ابن الندیم الوراق، الفہرست، الفن الثالث من المقالۃ السابعۃ۔ ابن ابی اصیبعۃ؛ عیون الانباء ص ۱۲۶ و تاریخ الحکماء للقفطی بتلخیص الزوزنی ص ۱۲۹ (لیبسک سنہ ۱۳۲۰)

عہ یہ کتاب دو جلدوں میں سنہ ۱۹۰۳ء میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

عہ اس کتاب کا اختصار زوزنی نے "المنتخبات الملتقطات من کتاب اخبار العلماء باخبار الحکماء" کے نام سے کیا ہے، یہ اختصار ایک دوسرے نام "تاریخ الحکماء" سے لیبسک میں سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق سنہ ۱۹۰۳ء میں اور پھر مطبعۃ سعادۃ مصر میں سنہ ۱۳۲۶ھ میں چھپ چکا ہے۔

سہ یہ کتاب کونسبرگ سے سنہ ۱۸۸۴ء میں دو جلدوں میں، پھر مطبعہ وہبیہ مصر سے سنہ ۱۲۹۹ھ میں اور پھر دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت سے سنہ ۱۹۶۵ء میں چھپ چکی ہے۔

علوم و فنون میں حیرت انگیز مہارت رکھتے تھے انہی میں طب و جراحت اور اس کی شاخ علم تشریح بھی ہے جس میں ان کا ایک رسالہ محنۃ الاطباء ہے جو ابھی تک کہیں طبع نہیں ہو سکا ہے۔

اس کے علاوہ تشریح پر مستقل تصانیف میں رازی کی ایک کتاب [illegible] ہے۔ یہ کتاب امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین الرازی کی ہے جو ابن الخطیب یا ابن خطیب الری کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ (پیدائش ۵۴۴ھ / ۱۱۵۰ء وفات ۶۰۶ھ / ۱۲۱۰ء) جن کی تفسیر مفاتیح الغیب یا تفسیر رازی بہت مشہور ہے۔ مگر امام رازی کی یہ کتاب نامکمل رہ گئی اس میں صرف سر سے حلق تک کی تشریح کا بیان آیا ہے۔

محمد بن زکریا رازی نے ہیئۃ اعضاء انسان کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں جیسے کتاب ہیئۃ القلب، کتاب ہیئۃ الصماخ اور کتاب ہیئۃ المفاصل وغیرہ۔

ابو القاسم عبد الرحمان علی بن ابی صادق نیشاپوری جو ابن ابی صادق کی کنیت سے مشہور ہیں اور بقراط ثانی کہلاتے ہیں (وفات تقریباً ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء) انہوں نے جالینوس کی کتاب منافع الاعضاء کی شرح کی ہے جس کی ابن ابی اصیبعہ نے بہت تعریف کی ہے اس میں ہر ہر عضو کی تشریح بیان کی ہے۔ اس کی تالیف ۴۵۹ھ میں مکمل ہوئی۔

ان کے علاوہ ابن الندیم نے الفہرست میں اور ابن ابی اصیبعہ نے عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں فن تشریح کی بہت سی ان کتابوں کے نام درج کیے ہیں جن کو حنین نے عربی میں منتقل کیا جیسے کتاب اختلاف التشریح یہ دو مقالات پر مشتمل ہے، کتاب تشریح الحیوان المیت یہ صرف ایک مقالہ ہے، کتاب تشریح الحیوان الحی یہ دو مقالات پر مشتمل ہے اور ایک مستقل کتاب جالینوس کی علم تشریح پر ہے جو پانچ مقالات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح ایک کتاب ارسطاطالیس کے فن تشریح کی [illegible] پر ہے

الزرکلی، الاعلام ج ۶ ص ۲۸۳ الطبعۃ الثالثۃ

ابن ابی اصیبعہ، عیون الانباء ص ۳۲۶ (بیروت ۱۹۶۵ء)

المصدر السابق۔ المصدر السابق ص ۲۳۳ (؟)

المصدر السابق ص ۲۴۷ والزرکلی، الاعلام ج ۴ ص [illegible]

...مقالات پر مشتمل ہے۔ ایک کتاب رحم کی تشریح پر ہے جس میں ایک مقالہ ہے۔[۱] اور ان کے علاوہ تاریخ طب
...والے بے شمار کتابیں علم تشریح پر اور اسکی مختلف شاخوں پر مل جائیں گی۔

اسلام کے قرونِ اولیٰ میں سرجری کی عمومیت

ہمیں کتب تاریخ اور بالخصوص تاریخ طب عربی میں بہت سے جراحوں کے حالات اور ان کے عمل جراحی
...واقعات ملتے ہیں جن میں سے کافی مقدار میں ایسے حالات قاضی ابوعلی محسن بن علی التنوخی (المتوفی ۳۸۴ھ
...۹۹۴ء) نے الفرج بعد الشدۃ میں اور جمال الدین ابوالحسن علی بن قاضی یوسف القفطی (پیدائش
...ھ وفات ۶۴۶ھ) نے "إخبار العلماء بأخبار الحكماء"[۲] میں اور موفق الدین ابوالعباس احمد بن
...م السعدی الخزرجی جو ابن ابی اُصَیبِعَہ کی کنیت سے مشہور ہیں (پیدائش ۵۹۶ھ/۱۲۰۰ء وفات ۶۶۸ھ
/۱۲۷۰ء) نے "عیون الأنباء فی طبقات الاطباء"[۳] میں اور شمس الدین محمد الشہرزوری نے تاریخ الحکما میں
...عربی کی مسیحائی اور عربی جراحی کے واقعات بہت تفصیل سے بڑی مقدار میں لکھے ہیں۔
اس مؤخر الذکر کتاب کا اصل نام " نزهة الارواح وروضة الافراح " ہے، اس کا ذکر کشف الظنون
... (ص ۱۹۳۹) کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں یونان اور مصر کے متقدمین و متاخرین اطباء میں سے
...ک سو گیارہ اشخاص کے حالات درج ہیں۔

---

۱ ابن الندیم الوراق، الفہرست، الفن الثالث من المقالۃ السابعۃ - ابن ابی اصیبعۃ: عیون الانباء، ص ۱۲۶ و تاریخ الحکماء للقفطی بتلخیص الزوزنی ص ۱۲۹ (لیبسک ۱۳۲۰ھ)

۲ یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۹۰۳ء میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

۳ اس کتاب کا اختصار زوزنی نے " المنتخبات الملتقطات من کتاب اخبار العلماء باخبار الحکماء" کے نام سے کیا ہے، یہ اختصار ایک دوسرے نام " تاریخ الحکماء" سے لیبسک میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں اور پھر مطبعۃ سعادۃ مصر میں ۱۳۲۶ھ میں چھپ چکا ہے۔

۴ یہ کتاب کونسبرگ سے ۱۸۸۴ء میں دو جلدوں میں، پھر مطبعہ وہبیہ مصر سے ۱۲۹۹ھ میں اور پھر دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت سے ۱۹۶۵ء میں چھپ چکی ہے۔

اسی طرح محمد بن زکریا رازی نے الحاوی اور اپنی دیگر تصانیف میں بہت سے واقعات جن میں بیشتر خود ان کے اپنے تجربات ہیں ذکر کیے ہیں۔ ان تمام واقعات سے یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کے قرون اولیٰ میں طب یونانی عربی کی دیگر شاخوں کی طرح سرجری بھی بہت غیر معمولی ترقی کر چکی تھی۔ اسی طرح علی بن عباس جو مجوسی کے لقب سے مشہور ہے (وفات ۴۰۰ھ ۱۰۱۰ء)[۵۷] جسے اہل یورپ ہالی عباس کہتے ہیں اس کی بے مثال کتاب کامل الصناعۃ جو کتاب الملکی کے نام سے مشہور ہے (ملک عضد الدولۃ فنا خسرو بن رکن الدولۃ حسن بن بویہ دیلمی ۳۲۴ھ ۹۳۶ء = ۳۷۲ھ ۹۸۳ء[۵۸] کے نام پر یہ نام رکھا گیا ہے) یہ کتاب ہمارے سامنے طب عربی کو جس شکل میں پیش کرتی ہے اس سے اس کے نہایت ترقی یافتہ اور مکمل طب ہونے کا ثبوت ملتا ہے، اس کا مقالہ ثانیہ اور مقالہ ثالثہ خاص طور پر تشریح کی بحثوں کے لیے اور انیسواں مقالہ تفصیلی طور پر سرجری کی بحثوں کے لیے وقف ہے۔ یہ کتاب کل ایک سو دس ابواب پر مشتمل ہے، بولاق سے ۱۲۹۴ھ میں طبع ہو چکی ہے اور اس کا لاطینی ترجمہ لائڈن سے ۱۵۲۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ القفطی نے قانون شیخ بو علی سے اس کتاب کا موازنہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ الملکی عمل طب میں فائق ہے اور القانون علم میں[۵۹]۔

اسی طرح اسلامی ممالک میں اُس عہد میں جو جگہ جگہ بیمارستان (شفاخانے) بنائے گئے تھے وہ یقیناً ماہر سرجنوں سے خالی نہ تھے تاریخ میں بغداد اور قرطبہ اور ہمارے ہندوستان کے بہت سے شفاخانوں کا ذکر ملتا ہے۔ مشہور مستشرق ڈاکٹر ڈانلڈ کیمبل کا بیان ہے کہ صرف ایک قرطبہ کے اندر اسلامی عہد میں تقریباً پچاس شفاخانے تھے[۶۰] ہندوستانی مورخین کے یہاں بھی یہاں کے اسلامی عہد کے شروع ہی سے شفاخانوں کا ذکر ملتا ہے، حکیم عبدالحی الحسنی نے الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند

---

۵۷ الزرکلی، الاعلام ج ۵ ص ۱۱۱۔ اس کا ذکر آگے سرجنوں میں بھی آرہا ہے۔

۵۸ سرکیس، معجم المطبوعات ص ۱۶۱۹ (مصر ۱۹۲۹ء) الزرکلی، الاعلام ج ۵ ص ۳۶۳ طبع ۳

۵۹ سرکیس، معجم المطبوعات ایضاً۔ قال القفطی یقابلہ بالقانون لابن سینا: الملکی فی العمل ابلغ والقانون فی العلم اثبت۔ (الزوزنی، تاریخ الحکماء لیپک ۱۳۲۰ھ وھو مختصر کتاب القفطی اخبار العلماء باخبار الحکماء)

۶۰ ڈانلڈ کیمبل، اریبین میڈیسن ج ۱ ص ۵۶ طبع لندن۔

میں متعدد شفاخانوں کا ذکر ملتا ہے۔

اس عہد کے یہ تمام شفاخانے ہر قسم کی طبی سہولتوں سے آراستہ تھے اور ان میں ہر کام کے لیے الگ الگ شعبے قائم تھے جن میں ایک شعبہ سرجری کا بھی ہوتا تھا جس میں ماہر سرجن کئی کئی ہوتے تھے اور سرجری کی مختلف شاخوں میں سے ہر ایک کے ماہر الگ ہوتے تھے جیسے جراحی چشم کے ماہر الکحّالون، فصد کھولنے کے ماہر الفصّادون، پٹی باندھنے کے ماہر الجبّائرون اور داغ دینے کے ماہر الکوّاؤن وغیرہ۔ ان سب حالات کا علم قفطی کی "إخبار العلماء باخبار الحکماء" سے، ابن ابی اُصَیبعہ کی "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" سے اور ڈاکٹر امین اسعد خیر اللہ کی "الطب العربی" سے، جرجی زیدان کی "تاریخ التمدن الاسلامی" سے، ایڈورڈ جی براؤن کی[۵۳] اور کیمبل کی "اریبین میڈیسن" وغیرہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

مسلم اطباء اور سرجن جو تجربات اس سلسلے میں کرتے تھے تاریخ کے دفینوں میں منتشر طور پر یہ واقعات ملتے ہیں۔ یہ تجربات وہ پرندوں پر بندروں پر اور انسانی لاشوں پر کیا کرتے تھے، زندہ انسانوں پر سرجری کے متعدد واقعات آئندہ آنے والے ہیں ان سے بخوبی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ سرجری دورِ رسالت میں اور اس کے بعد بھی خاصی ترقی یافتہ حالت میں موجود تھی اگرچہ اس وقت تیر بہدف اور تریاق اثر دواؤں کی وجہ سے اس کی ضرورت کم پڑتی تھی اور اس وقت اوپریشن کرنا طبیب کی قلت فہم اور اسکی بے بصیرتی اور عدم مہارت علاج تصور کیا جاتا تھا اور کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ ہر ہر مرض کا علاج صرف دواؤں اور تدبیروں سے کر لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت جراحی کو قبول عام حاصل نہ ہو سکا، ہم اگر بنظرِ غائر حالات کو دیکھیں تو حقیقت بھی یہی ہے کہ اندرون جسم کا ادراک نہ کر سکنا اور دواؤں کے ذریعہ مریض پر قابو نہ پا سکنا اور نتیجتاً اوپریشن تجویز کر دینا طب کا کمال نہیں اس کا زوال ہے۔

---

۵۳ براؤن کی کتاب کا اردو ترجمہ اور حواشی از حکیم نیر واسطی بھی اس سلسلے میں بہت مفید خدمت ہے۔ اور اصل کتاب پر بہت سے استدراکات و اضافات بھی ہیں۔

ہمیں تاریخ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ ایک طبیب کسی کا اوپریشن کرنا چاہتا ہے مگر اپنی دیگر مصروفیات کے باعث خاطر خواہ فرصت اور اطمینان نہ پاسکا یا کسی اور وجہ سے اسکو اس کا موقع نہ مل سکا اور اس نے اپنے ارادے کا اظہار کیا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ چیز اس کے نزدیک ممکن تھی اور وہ اس اوپریشن میں کامیاب ہو جانے کا یقین رکھتا تھا چنانچہ خلیفہ ہارون رشید کے عہد کا ایک مشہور امام طب یوحنا ابن ماسویہ (وفات ۲۴۳ھ ۸۵۷ء) جس کا نشو ونما بغداد ہی میں ہوا تھا[۱] کہتا ہے کہ

"اگر بادشاہ فضول کاموں اور غیر متعلق چیزوں میں نہ الجھتا تو میں اپنے اس بیٹے کا زندہ کا اوپریشن کرتا جس طرح جالینوس بندروں اور انسانوں کا اوپریشن کیا کرتا تھا اور میں اس اوپریشن کے ذریعہ ان اسباب کا پتہ لگا لیتا جن کی بنا پر یہ کچھ بلید اور بدھو رہ گیا اور اس کی خلقی کمزوری سے لوگوں کو بچا لیتا اور اس مرض کے سلسلے میں لوگوں کے لیے کچھ تجربات حاصل کرتا جن کو میں اپنی کتاب میں درج کرتا جو ایسے لوگوں کی ترکیب بدنی اور مجاری عروق و اوردہ اور ان کے اعصاب کے متعلق معلومات فراہم کرتے لیکن بادشاہ اس کا موقع نہیں دیتا۔"[۲]

اس پورے واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ابن ماسویہ اپنے اس بیٹے کا جو اوپریشن کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا یہ یقیناً کوئی معمولی اوپریشن نہ ہوتا بلکہ جسم کے بہت اہم اور نازک حصوں مثلاً دماغ وغیرہ کا ہوتا۔

زخموں کے علاج کی تاریخ میں یہ واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب خلیفہ راضی باللہ نے مشہور خطاط اور اس کی حکومت کے اہم وزیر ابن مُقلہ (محمد بن علی پیدائش ۲۷۲ھ ۸۸۶ء وفات ۳۲۸ھ ۹۴۰ء) کا کسی بات پر ناراض ہو کر ہاتھ کٹوایا اور اسکو قید کرا دیا[۳] تو اس کے ہاتھ میں شدید ٹیسیں اور بڑی

عہ الزرکلی، الاعلام ج ۹ ص ۲۷۹ (طبع ۳)

؎ ابن ابی اصیبعہ، عیون الانباء ص ۲۵۲، القفطی، تاریخ الحکماء ص ۳۹۰ (لیپسک ۱۳۲۰ھ)

عہ راضی باللہ نے ۳۲۲ھ میں اسکو وزیر بنایا اور پھر کسی بات پر ناراض ہو کر ۳۲۴ھ میں قید کر دیا پھر کچھ مدت بعد اسکا داہنا ہاتھ کٹوا دیا پھر ۳۲۶ھ میں اسکی زبان بھی کٹوا دی۔ (زرکلی، الاعلام ج ۷ ص ۱۵۶)

ہے یہی تھی خلیفہ نے طبیب فاضل ابوالحسن ثابت بن سنان بن ثابت بن قرّہ (وفات ۳۶۵ھ/۹۷۵ء) کو بلایا اور ابن مُقلہ کے علاج کی فرمائش کی۔ خود ثابت کا بیان ہے کہ میں جب اس کے پاس جیل خانے میں پہنچا ہوں تو وہ شدت تکلیف سے تلملا رہا تھا اور مجھے دیکھ کر رو دیا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ دکھایا اور اپنا حال بتایا۔ ثابت کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس کے۔۔۔ ہوئے حصے پر بہت موٹے کپڑے کا چیتھڑا لپٹا ہوا تھا جو سُتلی[۸۵] سے کسا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سُتلی کھولی اور چیتھڑا اتار کر پھینکا تو اندر کٹے ہوئے حصے پر گوبر لپٹا ہوا تھا، میں نے وہ صاف کرایا اور صندل اور عرق گلاب اور کافور لگوایا تو اس کو سکون ملا اور اس کی ٹیسیں رُک گئیں[۸۶]۔

تشریح الابدان، منافع الاعضاء اور جراحی سے خلفائے اسلام، تابعین اور ائمہ کرام کی واقفیت

کسی فن کی اصطلاحات اور الفاظ ٹرمالوجی (TERMINOLOGY) کا کسی معاشرے کے ایسے لوگوں میں پایا جانا جو باقاعدہ اس خاص فن کے لوگ نہ ہوں اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ یہ فن اس عہد میں بہت عام اور شائع و ذائع تھا، جیسے کچھ عرصہ قبل مسلم معاشرے کے پڑھے لکھے لوگوں میں مشہور و معروف یونانی ادویہ کے رنگ و شکل اور افعال و خواص نوک زبان تھے اور رات دن کی بول چال اور محاورات کا ایک حصہ بن گئے تھے، مثلاً روغن بادام کی تاثیر کے سلسلے میں فارسی کا یہ مصرع جزو ادب اردو ہے کہ "روغن بادام خشکی می نمود"

اسی طرح دردسر میں صندل کی افادیت اور پھر اس طویل الجھن سے بیزاری کا اظہار کس خوبی سے کیا گیا ہے ؎

دردسر کے واسطے صندل لگانا ہے مفید   پہلے گھسنا پھر لگانا دردسر یہ بھی تو ہے

---

۸۵ عربی لفظ خیط قِنَّبْ ہے، قِنَّب جوٹ یا سن کو کہتے ہیں

۸۶ ابن ابی اُصَیبَعہ، عیون الانباء ص ۳۰۶

شیخ امیر اللہ تسلیم لکھنوی نے بنفشہ کا ذکر کس بے ساختگی سے کیا ہے ؎

ایک دو دن زور نزلے کا رہا جب بنفشہ پی لیا جاتا رہا

امیر مینائی نے محبوب کی گالیوں کا خوشگوار ہونا بیان کیا ہے تو اس کو سنکیا سے تشبیہ دیتے ہوئے تسلیم و رضا کا اظہار کیا ہے ؎

آپ دیں گالی مجھے ہو ناگوار ؟ سنکیا ہوگی تو کھالی جائے گی

میر حسن دہلوی نے مثنوی سحر البیان میں ثمر شباب کی تشبیہ میں گل بنفشہ اور کنول کی کلی کے رنگوں کے امتزاج سے جو نقشہ کھینچا ہے اگر مخاطب ان کے رنگوں سے نا آشنا ہو تو تشبیہ بالکل بے مزہ ہو جائے ؎

گیا حسن کا باغباں دھر کے بھول کنول کی کلی پے بنفشے کا پھول

اور اب جب سے طب یونانی کا وہ پہلا سا رواج کم ہوا اور ایلو پیتھک دوائیں زیادہ رواج پذیر ہوئیں تو لوگ ان دواؤں کے ناموں تک سے نا آشنا ہو گئے اور وہی طرح طرح کی ٹیبلیٹس اور انجکشنوں اور مختلف قسم کے وٹامنوں سے اسی طرح واقفیت ہو گئی جو اس وقت ایلوپیتھک دواؤں کے مقبول ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

بالکل اسی طرح اسلام کے قرون اولیٰ میں سرجری اور اعضاء انسانی کے مختلف منافع و خواص اور زخموں کے مختلف احوال اور ہر حال کے لیے اور ہر حصہ جسم کے زخم کے لیے علیحدہ علیحدہ ناموں کا پایا جانا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس وقت کی علمی سطح پر سرجری کا بہت گہرا اثر تھا ہم صرف خلفاء اسلام اور تابعین اور قضاۃ و فقہاء اور قانون شریعت کے ماہرین کے یہاں اس قسم کے الفاظ کا بے شمار استعمال دیکھتے ہیں یقیناً اسی طرح دیگر علوم کے ماہرین کے یہاں بھی یہ الفاظ ضرور رہے ہوں گے۔

ہم یہاں اولاً چند مثالیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، امام احمد اور ابن حزم اندلسی ظاہری (پیدائش ۳۸۴ھ ۹۹۴ء وفات ۴۵۶ھ ۱۰۶۴ء) کے فیصلوں سے درج کرتے ہیں جن سے

زخموں اور ان کی کیفیات سے ان کی واقفیت کا پتہ چلتا ہے، آگے ایک مستقل عنوان اسماء الجروح کا ذکر کریں گے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے دیت و قصاص کے احکام بیان کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا کہ "ایما عظم کسر ثم جبر کما کان ففیه حقتان" یعنی جس کی ہڈی ٹوٹی اور پھر جیسی تھی ٹھیک ویسی ہی جڑ گئی تو اس کو دو حقے[88] دیے جائیں گے[89]۔

اسی طرح ایک اور فیصلے میں حضرت عمرؓ نے طے کیا کہ جس کا ہاتھ ٹوٹ جائے یا ٹانگ ٹوٹ جائے یا ران کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر وہ جڑ جائے تو اسے دو حقے دیئے جائیں گے[90]۔

کسی نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی کا دانت توڑ دیا تو اس کے قصاص کی کیا صورت ہوگی؟ تو انھوں نے فرمایا: "یُبرَدُ یعنی یُحَاکُ ویُبرَدُ بِالمِبرَد"، یعنی ریتی سے اس کا دانت ریت کر ختم کر دیا جائے گا[91]۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کا ہونٹ کاٹ ڈالا تو اوپر کے ہونٹ کے بدلے پوری دیت کا ایک تہائی دیا جائے گا اور نیچے کے ہونٹ کے بدلے دیت کا دو تہائی دیا جائے گا[92]۔ اور اس فرق کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بڑی عمدہ ہے فرماتے ہیں کہ: لانھا ترُدُّ الطعام والشراب یعنی نیچے والے ہونٹ کی دیت ڈبل اس لیے ہے کہ یہ کھانے پینے کی چیزوں کو اندر روکنے اور چبانے وغیرہ میں مدد دیتا ہے[93]۔

آپ اندازہ کیجئے کہ جسم انسانی کے چھوٹے چھوٹے اعضاء کے منافع اور ان کے باریک فرقوں پر تا چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے فقہاء کرام جن کا یہ فن نہیں تھا ان کی کس قدر گہری نظر تھی تو اطباء جن کا موضوع بحث ہی جسم انسانی اور اس کے اعضاء ہیں ان کی نگاہ کس قدر گہری اور دقیقہ رس ہوگی۔ اور تشریح جسم انسانی کے بارے میں وہ کس قدر بصیرت رکھتے ہوں گے۔

---

[87] الزرکلی، الاعلام ج ۵ ص ۵۹۔ [88] وہ اونٹ یا اونٹنی جو تین سال کا ہو کر چوتھے سال میں لگ جائے۔
[89] ابن حزم، المحلی ج ۱۰ ص ۴۴۳ (مصر ۱۳۵۲ھ) [90] حوالہ سابق ص ۴۵۷۔ [91] حوالہ سابق ص ۴۰۹
[92] حوالہ سابق ص ۴۴۲۔ [93] حوالہ سابق

شیخ امیر اللہ تسلیم لکھنوی نے بنفشہ کا ذکر کس بے ساختگی سے کیا ہے ؎

ایک دو دن زور نزلے کا رہا جب بنفشہ پی لیا جاتا رہا

امیر مینائی نے محبوب کی گالیوں کا خوشگوار ہونا بیان کیا ہے تو اس کو سنکھیا سے تشبیہ دیتے ہوئے تسلیم ورضا کا اظہار کیا ہے ؎

آپ دیں گالی مجھے ہو ناگوار؟ سنکھیا ہوگی تو کھالی جائے گی

میر حسن دہلوی نے مثنوی سحر البیان میں ثمر شباب کی تشبیہ میں گل بنفشہ اور کنول کی کلی کے رنگوں کے امتزاج سے جو نقشہ کھینچا ہے اگر مخاطب ان کے رنگوں سے نا آشنا ہو تو تشبیہ بالکل بے مزہ ہو جائے ؎

گیا حسن کا باغباں دھر کے بھول کنول کی کلی پہ بنفشے کا پھول

اور اب جب سے طب یونانی کا وہ پہلا سا رواج کم ہوا اور ایلوپیتھک دوائیں زیادہ رواج پذیر ہوئیں تو لوگ ان دواؤں کے ناموں تک سے نا آشنا ہو گئے اور وہی طرح طرح کی ٹیبلیٹس اور انجکشنوں اور مختلف قسم کے وٹامنوں سے اُسی طرح واقفیت ہو گئی جو اس وقت ایلوپیتھک دواؤں کے مقبول ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔

بالکل اسی طرح اسلام کے قرونِ اولیٰ میں سرجری اور اعضاء انسانی کے مختلف منافع و خواص اور زخموں کے مختلف احوال اور ہر حال کے لیے اور ہر حصۂ جسم کے زخم کے لیے علیحدہ ناموں کا پایا جانا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس وقت کی علمی سطح پر سرجری کا بہت گہرا اثر تھا ہم صرف خلفاء اسلام اور تابعین اور قضاۃ وفقہاء اور قانون شریعت کے ماہرین کے یہاں اس قسم کے الفاظ کا بے شمار استعمال دیکھتے ہیں یقیناً اسی طرح دیگر علوم کے ماہرین کے یہاں بھی یہ الفاظ ضرور رہے ہوں گے۔

ہم یہاں اولاً چند مثالیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، امام احمد اور ابن حزم اندلسی ظاہری (پیدائش ۳۸۴ھ ۹۹۴ء وفات ۴۵۶ھ ۱۰۶۴ء) کے فیصلوں سے درج کرتے ہیں ؎

زخموں اور ان کی کیفیات سے ان کی واقفیت کا پتہ چلتا ہے، آگے ایک مستقل عنوان اسماء الجروح کا ذکر کریں گے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے دیت و قصاص کے احکام بیان کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا کہ " ایما عَظْمٍ کُسِرَ ثُمَّ جُبِرَ کما کان ففیہ حِقَّتَان " یعنی جس کی ہڈی ٹوٹی اور پھر جیسی تھی ٹھیک ویسی ہی جُڑ گئی تو اس کو دو حقّے[88] دیے جائیں گے[89]

اسی طرح ایک اور فیصلے میں حضرت عمرؓ نے طے کیا کہ جس کا ہاتھ ٹوٹ جائے یا ٹانگ ٹوٹ جائے یا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر وہ جڑ جائے تو اسے دو حقّے دیئے جائیں گے[90]

کسی نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی کا دانت توڑ دیا تو اس کے قصاص کی کیا صورت ہوگی؟ تو انھوں نے فرمایا: " یُبْرَدُ یعنی یُحَکُّ و یُبْرَدُ بِالْمِبْرَدِ " یعنی ریتی سے اس کا دانت ریت کر ختم کر دیا جائے گا[91]۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کا ہونٹ کاٹ ڈالا تو اوپر کے ہونٹ کے بدلے پوری دیت کا ایک تہائی دیا جائے گا اور نیچے کے ہونٹ کے بدلے دیت کا دو تہائی دیا جائے گا[92] اور اس فرق کی وجہ جو بیان کی گئی ہے وہ بڑی عمدہ ہے فرماتے ہیں کہ: لانھا تَرُدُّ الطعام والشراب یعنی نیچے والے ہونٹ کی دیت ڈبل اس لیے ہے کہ یہ کھانے پینے کی چیزوں کو اندر روکنے اور چبانے وغیرہ میں مدد دیتا ہے[93]۔

آپ اندازہ کیجیے کہ جسم انسانی کے چھوٹے چھوٹے اعضاء کے منافع اور ان کے باریک فرقوں پر ان چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے فقہاء کرام جن کا یہ فن نہیں تھا ان کی کس قدر گہری نظر تھی تو اطباء جن کا موضوع بحث ہی جسم انسانی اور اس کے اعضاء ہیں ان کی نگاہ کس قدر گہری اور دقیقہ رس ہوگی۔ اور تشریح جسم انسانی کے بارے میں وہ کس قدر بصیرت رکھتے ہوں گے۔

---

۸۷ الزرکلی، الاعلام ج ۵ ص ۵۹۔ ۸۸ وہ اونٹ یا اونٹنی جو تین سال کا ہو کر چوتھے سال میں لگ جائے۔
۸۹ ابن حزم، المحلی ج ۱۰ ص ۴۲۴ (مصر ۱۳۵۲ھ) ۹۰ حوالہ سابق ص ۴۵۷۔ ۹۱ حوالہ سابق ص ۴۰۹
۹۲ حوالہ سابق ص ۴۲۴۔ ۹۳ حوالہ سابق

عہدِ رسالت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑے بڑے آپریشنوں کا ہونا اور آپؐ کا اسکو پسند فرمانا اور اس کے لیے خود حکم دینا

پیٹ کے بڑے اوپریشن

(۱) حمید بن زنجویہ محدث[۹۳] نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ انصاری صحابہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ایک آدمی کو استسقاء ہو گیا ہے آپ سے اسکے علاج کی اجازت لینا چاہتے ہیں، آپؐ نے پوچھا کیا علاج کروگے؟ عرض کیا کہ یہاں ایک یہودی ہے جو پیٹ چاک کرکے علاج کرتا ہے۔ آپؐ نے ناپسند فرمایا اور اجازت نہیں دی۔ یہ لوگ دو تین بار آئے اور اجازت حاصل کرنے کے لیے اصرار کیا، آخر آپؐ نے اجازت دیدی انھوں نے اس یہودی معالج کو بلایا، اس نے اس کا پیٹ چاک کیا اور اس کے اندر سے ایک بہت بڑا پرندے کے بچے کی شکل کا کچھ نکالا پھر اس کے پیٹ کی اندر سے دھلائی کی اور اس کو سی دیا اور مرہم وغیرہ لگاتا رہا یہاں تک کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ صحتیاب ہونے کے بعد ایک بار جب اس کو مسجد میں گزرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھا تو پوچھا کہ یہ فلاں آدمی تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں وہی ہے۔ آپ نے اسے بلوایا اور اس کا پیٹ دیکھا تو وہ بالکل ٹھیک تھا، آپؐ نے فرمایا: ان الذی خلق الداء جعل له دواء الا السام[۹۴] بلاشبہ جس نے بیماریاں پیدا کی ہیں اسی نے ہر بیماری کی دوا بھی پیدا فرمائی ہے علاوہ موت کے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً معاملے کی نزاکت کے پیش نظر اجازت نہیں دی پھر انھوں نے غالباً بتایا ہوگا کہ وہ سرجن ایسا ماہر ہے اور فلاں فلاں کیسوں میں کامیابی سے علاج کر چکا ہے اس لیے

۹۳ھ حمید بن مخلد زنجویہ بن قتیبۃ الازدی النسائی، بڑے ائمہ حدیث میں ہیں "نساء" میں علوم حدیث کے پھیلانے والے یہی محدث ہیں، مشہور امام حدیث احمد بن علی بن شعیب نسائی جن کی سنن صحاح ستہ میں شامل ہے ان کے استاد ہیں حمید بن زنجویہ نے ۲۵۱ھ مطابق ۸۶۵ء میں وفات پائی اور امام نسائی ۲۱۵ھ مطابق ۸۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ (الاعلام ج ۲ ص ۳۱۸ و ج ۲ ص ۳۲۲)

۹۴ھ عبدالرؤف المناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للسیوطی ج ۲ ص ۲۱۶ (بیروت ۱۳۹۲ھ)

آپ نے اجازت دیدی اور اس کو دیکھ کر جو تأثر آپ نے ظاہر فرمایا اس سے اس کی کھلی تائید اور اس فعل کی پسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص کے پیٹ میں "جوی" ہو گیا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبیب کو حکم دیا کہ اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا علاج کرے۔[۹۵]

"جوی" گندے پانی اور فاسد مادوں کے پیٹ میں جمع ہو جانے کو کہتے ہیں جس کے نتیجہ میں استسقاء ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن قیم الجوزیہ کہتے ہیں کہ اطباء کے درمیان اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ اس مادۂ فاسدہ کے اخراج کے لیے پیٹ میں سوراخ کرنا یا شگاف دینا درست ہے یا نہیں؟ جو اطباء اس رائے کے مخالف ہیں وہ اس علاج کے پُر خطر ہونے اور اس طریقۂ علاج کے بعد شفاء یابی کے غیر یقینی ہونے کو دلیل بناتے ہیں، اور جو اطباء اس کی اجازت دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اوپریشن (بزل البطن) کے سوا چارۂ کار نہیں ہے اس لیے (احتیاط کے ساتھ) اسی کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس کی حیثیت فصد عروق کر کے دمِ فاسد نکالنے کی سی ہے البتہ یہ اس کے مقابلے زیادہ پُر خطر ہے۔

حافظ ابن قیم کہتے ہیں یہ تمام گفتگو (استسقاء کی تین قسموں میں سے) صرف "استسقاءِ زقی" کے بارے میں ہے "طبلی" اور "لحمی" کے بارے میں نہیں۔[۹۶]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت علیؓ کے ہاتھوں کمر کا اوپریشن

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کی عیادت کے لیے گیا جس کی کمر میں ورم تھا، لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اس کی کمر میں مواد پڑ گیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ اس کا اوپریشن کر ڈالو "بُطُّوا عنہ" اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: الا تخرجوہ عنہ یعنی اس مواد کو نکال کیوں نہیں دیتے؟ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں بلا تاخیر آگے بڑھا اور میں اس کا اوپریشن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں

---

[۹۵] ابن قیم: زاد المعاد ج ۳ ص ۱۰۱ - [۹۶] حوالۂ سابق

کردیا۔ فما برحتُ حتی بُطتُ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مشاھد ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مزید چند اوپریشن

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں دو حقیقی بھائی آئے اسی دوران اتفاق سے ایک شخص کے جسم میں تیر پیوست ہوگیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے عزیزوں سے فرمایا کہ وہ جو دو بھائی آئے تھے ان کو بلاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوئے، آپ نے ان سے پوچھا تم لوہے سے علاج کرتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے اس ساتھی کا علاج کرو۔ انھوں نے اس کا جسم چاک کیا اور تیر نکال کر دوا دارو کرتے رہے یہاں تک کہ وہ زخم خوردہ صحابی شفایاب ہوگئے۔

اسی طرح معجم طبرانی میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اسکے جسم میں کہیں زخم تھا اور وہ آپ سے اس زخم کا اوپریشن کرانے کی اجازت لینا چاہتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے اسکو اجازت دیدی عہ۔

ایک صحابی نے خود اپنی اہلیہ کے پیٹ کا اوپریشن کیا

حیان بن ابجر کنانی رض ایک صحابی ہیں، جن کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ ج ۱ ص ۳۶۳ میں کیا ہے، ان کے متعلق طبرانی نے اپنی معجم میں بیان کیا ہے کہ انھوں نے خود اپنی بیوی کا پیٹ چاک کرکے علاج کیا تھا۔ عہ

ایک صحابی کا خود اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ کا اوپریشن

حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں ایک صحابی کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کے پیٹ میں کوئی تکلیف تھی اس کے علاج کے لیے انھوں نے طے کیا کہ وہ خود ہی اپنے پیٹ کو چاک کرکے علاج کریں گے

---

۹۷ حوالہ سابق۔ حافظ ابن قیم الجوزیہ نے اسکو "روی عن علی رض" کہہ کر بلا حوالہ لکھا ہے حافظ ابوبکر ہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۵ ص ۹۹ میں یہی واقعہ مسند ابی یعلی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ البتہ اس میں "بُطّ" کا لفظ ہے یعنی اوپریشن کردیا گیا، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے کرنے کا اظہار نہیں فرمایا۔

عہ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۹۹

عہ یہ واقعہ اصابہ میں نہیں ہے۔ حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں بروایت عبداللہ بن یحیی حضرمی نقل کیا ہے (ج ۵ ص ۹۹)